105874

RS 3/-

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

جلد ۷۱ شمارہ ۶۰ ۶ تا ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء ۶ تا ۱۲ رجب ۱۴۲۱ھ

ایک سال سے ٹھنڈے بستے میں پڑے ہوئے مہاراشٹر انسداد دہشت گردی قانون کے نفاذ کی تیاری

مہاراشٹر کے عوام کو دیشمکھ حکومت کا نیا تحفہ

مہاراشٹر انسداد دہشت گردی قانون اسی مرحوم ٹاڈا کی مہلک شکل ہے جس کے ظلم و جبر کا آج تک بہت سے بے گناہ لوگ شکار بنے ہوئے ہیں

محمد سالم جامعی

دہشت گردی روکنے اور ملک سے اسے نیست و نابود کرنے کے لئے مرکزی حکومت کے "لا کمیشن" کی طرف سے ایک نئے اور سخت قانون کی تجویز اور انسانی حقوق کمیشن کی طرف سے اس کی شدید مخالفت کی گونج ابھی ختم بھی نہ ہو پائی تھی کہ مہاراشٹر کی ہم نام سیکولر حکومت نے اس "مکوکا" کو دوبارہ عمل میں لانے کا فیصلہ کرلیا ہے جسے ۱۹۹۹ء میں اس وقت کی شیو سینا بی جے پی حکومت نے پہلے آرڈی ننس کے ذریعہ ۲۰۰۰ء سے مہاراشٹر کے عوام پر مسلط کیا تھا اور پھر جب آرڈی ننس کی مدت پوری ہونے سے پہلے ہی اسے اسمبلی میں پیش کرکے قانونی شکل دینے کی کوشش کی گئی تھی لیکن اس کی یہ کوشش اس وقت ناکام ہوگئی تھی جب ایک مارکسی کمیونسٹ پارٹی کے رکن اسمبلی کے اعتراض کی وجہ سے ریاست کے شہریوں اور سماجی کارکنوں کو اس کی اطلاع ہوگئی اور جس کے بعد عوام نے دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر لائے گئے اس سیاہ آرڈی ننس کے خلاف زبردست آواز بلند کی تو حکومت کو خاموش ہو جانا پڑا لیکن آرڈی ننس کا فائدہ اٹھا کر ۱۹۹۹ء کے ایک مقدمہ میں اس قانون کے تحت تین افراد کو پھانسی کی سزا موت بھی سنائی گئی جبکہ اس کے خلاف عوامی احتجاج پر حکومت نے اسے ٹھنڈے بستہ میں ڈال کر خاموشی اختیار کرلی تھی۔

مہاراشٹر کی موجودہ حکومت ایک بار پھر ٹھنڈے بستے میں پڑے ہوئے "مکوکا" کو جو بی جے پی اور شیو سینا کی ہی طرح مرحوم ٹاڈا سے کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے عوام کی گردنوں پر مسلط کرنے کی فکر میں ہے اور اس سلسلہ میں ماہرین قانون اور حکومت کی قانونی مشیری سے صلاح مشورہ شروع ہو چکا ہے۔ ممکن ہے موجودہ حکومت اپنی سیکولر امیج کی لاج رکھتے ہوئے اس ہلاکت خیز قانون میں کچھ ترمیم کرکے اس کا کوئی نیا ایڈیشن سامنے لائے لیکن اس قانون کی جو ضرورت بتائی جا رہی ہے اور جس طرح کسی بیوپاری کی طرح یہ پیش کیا جا رہا ہے اس سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں ہے کہ حکومت کیا چاہتی ہے۔ اس قانون کی توضیح کے لئے اس کی سب سے بڑی اہم دلیل ان مافیا کا بڑھتا ہوا اثر و رسوخ ہے ممبئی کے ان مافیاؤں کا آپسی ٹکراؤ اور اس میں قتل و غارتگری کا بڑھتا ہوا سیلاب بھی اس قانون کی ضرورت بتایا جا رہا ہے خاص طور پر داؤد ابراہیم کے گروہ کی قاتلانہ اور مخالفانہ سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کے لئے بھی حکومت کی نظر میں اس قانون کی سخت ضرورت ہے۔

جہاں تک ممبئی کے ان مافیاؤں اور ان کی باہمی قتل و غارتگری کا تعلق ہے تو کوئی آج کی بات نہیں ہے انگریزی دور حکومت سے ہی یہ سلسلہ وہاں جاری ہے اور ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کے لئے وہاں ہمیشہ ہی قتل و خون ریزی کا بازار گرم رہا ہے۔ یہاں تک کہ سابق "ٹاڈا" کے دور میں بھی اس میں نہ کوئی کمی آئی اور نہ ان مافیاؤں کا کوئی زور کم ہوا حالانکہ ان کے خلاف بالخصوص داؤد ابراہیم کے گروہ کے خلاف ٹاڈا کا بھرپور استعمال کیا گیا لیکن نہ اثر و رسوخ بڑھ جانے کی کوششوں میں کوئی کمی آئی اور نہ ہی خون ریزی کو قابو کیا جا سکا پھر ایک بار کے ناکام تجربہ کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت آخر کیا ہے یہ بات سمجھ سے تو بہر حال بالاتر ہی ہے۔

جہاں تک دہشت گردی کے خاتمہ کا تعلق ہے مہاراشٹر میں یہ ان مافیاؤں کی پیداوار ہے اور یہی گروہ اس دہشت گردی کا استعمال کرتے ہیں جو اس ملک سے پہچانے جاتے ہیں اس لئے اگر مہاراشٹر میں دہشت گردی پر کوئی قدغن لگانا ہے تو پہلے ان مافیاؤں کی سرگرمیوں پر روک لگانی ہوگی اور چونکہ نہ ان مافیاؤں کو حکومت ختم کرنا چاہتی ہے اور نہ ہی ان کی سرگرمیوں پر کوئی روک لگانا چاہتی ہے اس لئے اس کا یہ کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے ٹاڈا کے طرز پر کسی قانون کی ضرورت ہے۔

اس تعلق سے ریاستی حکومت ہی نہیں بلکہ مرکزی حکومت کی بھی نیت دہشت گردی کے خلاف اس کے حکومتی وقت کھل کر سامنے آگئی ہے جب بنکاک میں ایک مافیا ڈان چھوٹا راجن پر دوسرے مافیا ڈان چھوٹا شکیل کے گروہ کے کچھ لوگوں نے قاتلانہ حملہ کیا اور جس میں وہ بری طرح زخمی ہوگیا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اس حملے کی اطلاع ملتے ہی اس کے بچے کے اسکول سے لیکر دہلی تک سب لوگ پریشان ہوگئے اور پولیس واقعہ کی تحقیقات میں مصروف ہوگئی

باقی صفحہ ۱۱ پر

مجوزہ مہاراشٹر انسداد جرائم ایکٹ

- مرحوم ٹاڈا کے تمام سخت پہلوؤں کے ساتھ ساتھ۔
- منظم جرم کی تعریف کو اس طرح مبہم اور گنجلک بنایا گیا ہے کہ اس کے تحت سیاسی وابستگی رکھنے والے کے بجائے وقف سیاسی کارکنوں، فرقہ وارانہ کشیدگی اور دانشوروں کو بھی اس کی زد میں لایا جا سکتا ہے۔
- مجرم کے معاون کی بھی وضاحت کی گئی ہے جس کے تحت اس سے متعلق واقعات میں مشتبہ افراد کو پناہ دینے والے اور خبریں شائع کرنے والے صحافیوں کو بھی معاون قرار دے کر گرفتار کیا جا سکتا ہے۔
- اس قانون کے تحت مجرم کو کم از کم پانچ سال قید یا دس لاکھ روپئے جرمانہ اور زیادہ سے زیادہ عمر قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔
- پولیس کے سامنے دیا گیا بیان عدالت میں بطور ثبوت تسلیم کیا جا سکتا ہے۔
- ضمانت کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔
- ایک سال تک ملزم کو عدالتی حراست میں رکھا جا سکتا ہے۔
- اس قانون کی دفعات دوسرے کسی قانون کی کسی دفعہ سے متاثر نہیں ہو سکیں گی۔

ملیشیا

اجتماعی زندگی میں اسلام ایک ناگزیر حقیقت

[illegible]

ایک باعمل و باکردار شخصیت

مولانا عبدالرحمٰن پالنپوری رح

شبیر احمد

[illegible]

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تبلیغی جماعت اور مسلم تنظیموں پر پابندی کا مطالبہ

آر ایس ایس اور ارباب اقتدار کی ملی جلی سازش

ہندوستان میں آر ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیموں کی سرگرمیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ سنگھ اور اس کے پریوار کا واحد مقصد ہندوستان کو ہندو راشٹر میں تبدیل کرنا ہے جس کے لیے اس کا اولین نشانہ ملک کی اقلیتیں ہیں۔ سنگھ پریوار جانتا ہے کہ جب تک ہندوستان میں اقلیتیں اپنی اصلی ہیئت اور اپنی اقدار و روایات کے ساتھ زندہ ہیں اس کا ہندو راشٹر کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کبھی وہ مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے خلاف تشدد، نفرت اور فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکانے لگتا ہے۔ کبھی ان کی تہذیب و ثقافت کے مراکز کو نشانہ بنانے لگتا ہے اور کبھی تبدیلیٔ مذہب کے نام پر ان کے تعلیمی و تبلیغی اداروں کو ہدف ملامت بنانا شروع کر دیتا ہے اور بدقسمتی سے جب سے اس سنگھ پریوار نے بعض عاقبت نااندیش سیکولر سیاسی پارٹیوں کے کندھوں پر سوار ہو کر مسند اقتدار تک پہنچ جانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے تو اس کے نہ صرف حوصلے بلند ہو گئے ہیں بلکہ اس کی جارحانہ قوت میں بھی زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔

گذشتہ دو سالوں سے سنگھ پریوار کے نشانہ پر عیسائی اور ان کے تعلیمی و تہذیبی ادارے تھے جہاں سنگھ کے دہشت گرد کارکنوں نے بار بار حملے کر کے نہ صرف ان اداروں کو نقصان پہنچایا بلکہ درجنوں مشنریوں کو قتل کر ڈالنے کے ساتھ ساتھ عیسائی اداروں میں موجود راہباؤں کی عصمت دریاں بھی کر ڈالیں اور جب سنگھ پریوار کی ان دہشت گردانہ حرکتوں پر پورے ملک میں شور و ہنگامہ ہوا تو اسے تبدیلیٔ مذہب سے جوڑ دیا گیا اور خود ہمارے وزیر اعظم مسٹر اٹل بہاری باجپئی نے اس موضوع پر کھلی بحث کی تجویز پیش کر کے ایک طرح سے ملک کے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ سنگھ کے کارکنوں نے جو کچھ کیا ہے وہ بروقت اور صحیح ہی کیا ہے۔ اس لیے اس پر عوامی بحث کرا کے تبدیلیٔ مذہب کو قانوناً ممنوع قرار دیا جانا چاہیے اور اگر یوروپی ممالک عیسائیوں کی پشت پر آ کھڑے نہ ہوئے ہوتے تو ہمیں یقین ہے کہ مسٹر باجپئی وہ سب کچھ کرا کے رہتے جو سنگھ پریوار چاہتا ہے۔

اب جبکہ عیسائیوں کے خلاف سنگھ پریوار کی کسی نہ کسی طرح یہ مہم ٹھنڈی پڑ چکی ہے تو ان دہشت گرد تنظیموں نے مرکز کی این ڈی اے حکومت کی سرپرستی میں اسی طرح کی مہم مسلمانوں اور ان کے تعلیمی و تبلیغی اداروں کے خلاف شروع کر دی ہے۔

ابھی حال ہی میں آر ایس ایس کی ایک ذیلی دہشت گرد تنظیم وشو ہندو پریشد نے مطالبہ کیا ہے کہ تبلیغی جماعت اور دوسری تنظیموں پر پابندی عائد کی جانی چاہیے۔ اس لیے کہ یہ تنظیمیں آئی ایس آئی کی مدد کر رہی ہیں۔

ہم وشو ہندو پریشد یا کسی دوسری شدت پسند ہندو تنظیم کی ان ہفوات کو کوئی اہمیت دینا نہیں چاہتے ان کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ مسلمان فکر و تشویش میں مبتلا رہیں اور اس طرح وہ ملک و ملت کی تعمیر و ترقی میں کوئی اہم کردار ادا نہ کر سکیں لیکن سوال یہ ہے کہ آخر این ڈی اے کی وہ حکومت جو مسلسل یہ راگ الاپتی رہتی ہے کہ ملک کی اقلیتوں، ان کی تہذیب و ثقافت اور ان کے تعلیمی اداروں کا تحفظ اس کی قانونی اور دستوری ذمہ داری ہے۔ ان انتہا پسند تنظیموں کو لگام کیوں نہیں لگائی گیا یہ اس کی قانونی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ اس طرح کے ملک دشمن بیانات کا نوٹس لے اور ایسے لوگوں کی زبان بندی کر دے جو ملک کے اتحاد و یکجہتی سے کھلواڑ کر کے ملک کو انتشار کا شکار بنانے پر لگے ہوئے ہیں۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پولیس اور خفیہ ایجنسیوں نے مرکزی و ریاستی حکومتوں کے اشارے پر جو کھیل کھیلا اور آئی ایس آئی کے نام پر جس طرح یونیورسٹی کو بدنام، انتظامیہ کو ہراساں اور طلباء کو مشتعل کر کے یونیورسٹی کو بند کرانے کی کوشش کی وہ اکیسویں صدی کے تو پہلے سال کا ایک بدترین واقعہ ہے اور اگر انتظامیہ حوصلے اور طلباء و اساتذہ صبر و تحمل اور دور اندیشی سے کام نہ لیتے تو ممکن تھا کہ فرقہ پرست طاقتیں اپنے برے مقصد میں کامیاب ہو جاتیں اور نہیں کہا جا سکتا تھا کہ مسلمانوں کی قائم کردہ اس مسلم

جواہر القرآن

سورہ توبہ : ۹
ترجمہ آیات : ۷۴

حضرت شیخ الہندؒ

○ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا اور بیشک کہا ہے انہوں نے لفظ کفر کا اور منکر ہو گئے مسلمان ہو کر اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی (ف) اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ تھا کہ دولت مند کر دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے سو اگر توبہ کر لیں تو بھلا ہے ان کے حق میں اور اگر نہ مانیں گے تو عذاب دے گا ان کو اللہ عذاب دردناک دنیا اور آخرت میں اور نہیں ان کا روئے زمین پر کوئی حمایتی اور نہ مددگار (ف)

فوائد —— **علامہ شبیر احمد عثمانیؒ**

(ف) منافقین پیچھے بیٹھ کر پیغمبر علیہ السلام کی اور دین اسلام کی اہانت کرتے جیسا کہ سورۂ منافقون میں آئے گا۔ جب کوئی مسلمان حضور تک [illegible] تو اس کی تکذیب کرتے اور قسمیں کھا لیتے کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی۔ حق تعالیٰ نے مسلمان راویوں کی تصدیق فرمائی کہ بیشک انہوں نے [illegible] زبان سے نکالے ہیں اور [illegible] اسلام کے بعد [illegible]
(ف) [illegible]
[illegible] حضرت نے اصلاح فرمادی جیسا کہ سورۂ منافقون میں آئے گا۔

باقی صفحہ [illegible] پر

[illegible]

اب پارٹی کی ذمہ داریوں سے سبکدوشی کے بعد

میں وہی کہوں گا جو زمینی سچ ہوگا

بی جے پی کے تنظیمی امور کے سابق جنرل سکریٹری گووند آچاریہ کا ایک سنسنی خیز انٹرویو

[illegible]

موجودہ گپتا حکومت ہر محاذ پر ناکام رہی ہے

ریاستی کانگریس کے نئے صدر شری پرکاش جائسوال کا انٹرویو

[illegible]

صفحۂ روزگار

چمڑے کی صنعت میں روزگار کے اچھے مواقع

آج کے جدید فیشن پرست دور میں چمڑے کی صنعت بھی ایک فیشن بن گئی ہے۔ پہلے یہ میدان صرف جوتے چپل تک ہی محدود تھا لیکن فیشن کے آج کے دور میں جوتے چپل کے ساتھ ساتھ دستانے، پرس، جیکٹ، بیلٹ، بیگ وغیرہ کے بنانے میں بھی چمڑے کی صنعت کام آنے لگی ہے۔

اس صنعت کی اہمیت کی وجہ سے اس میں روزگار کے کئی امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ بہت سے تعلیمی اداروں میں اس سے متعلق کورس شروع کیے جا چکے ہیں۔ ان کو کر کے روزگار حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

ان کمپنیوں میں ڈیزائنر، پروڈکشن ڈیزائنر، لیدر گریڈنگ، لیدر ٹیکنالوجسٹ، لیدر انچارج، لیدر کوالٹی کنٹرولر، ٹیکنیشین، اپرنٹس، مارکیٹنگ منیجر، پروڈکشن منیجر وغیرہ کے عہدے پر کامیابی کے ساتھ کورس پورا کر چکے امیدواروں کی تقرری بڑی تعداد میں ہوتی ہے۔ اگر آپ کامیابی کے ساتھ کورس پورا کر چکے ہیں تو خود اپنی صنعت قائم کر کے زیادہ آمدنی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے حکومت قرض بھی مہیا کراتی ہے۔

غیر ملکی بازار میں چمڑے سے بنے سامان کی بہت مانگ ہونے لگی ہے۔ جرمنی، امریکہ سمیت کئی ممالک میں ہندوستان میں بنی ہوئی چمڑے کی اشیاء کافی تعداد میں درآمد ہونے لگی ہیں۔

چمڑے کی صنعت کے مختلف تکنیکی کورسوں کے لیے تعلیمی قابلیت کورس اور ادارے کے مطابق الگ الگ ہے۔ کورس کی مدت دو سال سے لے کر چار برس تک ہوتی ہے۔

چمڑہ پیداوار اور اضافہ

اس سلسلے میں گریجویٹ کورس کلکتہ کے کالج آف لیدر ٹیکنالوجی میں دستیاب ہے۔ ایسے امیدوار جنہوں نے سائنس کے مضامین سمیت انٹر کا امتحان پاس کیا ہو اس کورس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ سنٹرل لیدر انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (مدراس) اور دہلی میں چمڑے کے کپڑے اور ٹیکنالوجی کا دو سالہ کورس کرایا جاتا ہے۔ چمڑہ صنعت کے مختلف کورس چار سالہ بی۔ ٹیک (کالج آف لیدر ٹیکنالوجی، مدراس) یونیورسٹی سے بھی کر سکتے ہیں۔ داخلہ کے لیے ۱۰+۲ یا اس کے مساوی امتحان سائنس کے مضامین کے ساتھ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونا ضروری ہے۔ اس کے لیے مختلف اخبارات میں جون اور نومبر ماہ میں اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہیں۔

جوتا چپل صنعت انتظام

اس میں پروڈکشن کورس، فٹ ویئر ڈیزائننگ وغیرہ کورس، فٹ ویئر ڈیزائن اینڈ ڈیولپمنٹ انسٹی ٹیوٹ نوئیڈا (یوپی) میں دستیاب ہے۔

یہ انسٹی ٹیوٹ ہندوستانی حکومت کی وزارت تجارت کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا کورس کے لیے تعلیمی قابلیت الگ الگ ہے۔ جوتا چپل صنعت انتظامی کورس کے لیے آئی۔ ٹی۔ آئی، چمڑہ ٹیکنالوجی میں کم سے کم ... کے ساتھ گریجویٹ ڈگری ہے۔

جوتا چپل کی ڈیزائننگ کے لیے قابلیت بی۔ ایف۔ اے (بیچلر آف فائن آرٹس) ہے۔ ماسٹر آف فائن آرٹس والے امیدواروں کو اعلیٰ ترجیح دی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا کورسوں کے لیے اطلاعات مئی، جون ماہ میں اہم اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔

گورنمنٹ لیدر انسٹی ٹیوٹ کانپور، گورنمنٹ لیدر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ [illegible]، گورنمنٹ پالی ٹیکنیک فار لیدر ٹیکنالوجی [illegible] وغیرہ جیسے اداروں میں بھی چمڑہ صنعت ٹیکنالوجی میں ڈپلومہ کورس دستیاب ہے۔

دنیا میں چمڑے کی اشیاء برآمد کرنے میں جو مقام رکھنے والے ہندوستان سے سب سے زیادہ جوتے چپلوں کی برآمد ہوتی ہے۔ حکومت نے چمڑہ صنعت ٹیکنالوجی کی ترقی کے لیے مرکزی چمڑہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کیا ہے۔ چمڑے کی اشیاء کی غیر ممالک میں بڑھتی ہوئی مانگ کو دیکھ کر کئی چمڑہ صنعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ امیدواروں کی سہولت کے لیے کچھ اداروں کے نام اور پتے ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

ادارے

- سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف فیشن ٹیکنالوجی، ہوز خاص، [illegible] نئی دہلی-۱۱۰۰۱۶
- کالج آف لیدر ٹیکنالوجی، کلکتہ
- گورنمنٹ پالی ٹیکنیک آف لیدر، گورنمنٹ [illegible]
- فٹ ویئر ڈیزائن اینڈ ڈیولپمنٹ انسٹی ٹیوٹ، [illegible] نوئیڈا (یوپی)
- گورنمنٹ لیدر انسٹی ٹیوٹ، [illegible] (یوپی)
- سنٹرل فٹ ویئر ٹریننگ سنٹر، [illegible]
- گورنمنٹ لیدر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، جالندھر (پنجاب)
- انسٹی ٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی، [illegible] بمبئی-۴۰۰۰۲۲
- سنٹرل فٹ ویئر انسٹی ٹیوٹ، [illegible] چنئی-۶۰۰۰۳۲
- گورنمنٹ پالی ٹیکنیک فار لیدر ٹیکنالوجی، [illegible]
- کرناٹک انسٹی ٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی، [illegible] بنگلور
- انسٹی ٹیوٹ آف لیدر ٹیکنالوجی، شاہ علی، حیدرآباد (آندھرا پردیش)

شہنشاہ بابر کی اپنے بیٹے ہمایوں کو ایک اہم وصیت

تم پر لازم ہے کہ اپنے لوح دل سے تمام مذہبی تعصبات مٹا دو

بابر کی ایک وصیت کافی بحث سامنے آئی ہے۔ موضوع بنی ہے اور اکثر کتابوں میں اس کے حوالے اور تفصیلات دی گئی ہیں۔ صباح الدین عبدالرحمٰن نے اپنی تصنیف "مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری" حصہ دوم (۱۹۹۳ء) میں لکھا ہے کہ یہ تحریر بابر کی تزک میں نہیں ہے۔ غالباً ریاست بھوپال کے کتب خانے میں تھی۔ مختلف کتابوں مثلاً (ڈاکٹر راجندر پرشاد کی (India divided) سری رام شرما کی (Mughal Empire) جرنل آف یوپی ہسٹاریکل سوسائٹی ۱۹۳۲ء جرنل آف پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی ۱۹۵۳ء (ص ۲۵۳) حتیٰ کہ شیخ محمد اکرام کی کتاب "رود کوثر" وغیرہ میں نقل کی گئی۔ بعض ارباب نظر کی رائے ہے کہ یہ تحریر فرضی ہے لیکن [illegible] نے اپنی کتاب (Religious Policy of mughal Emperors) "مغل بادشاہوں کی مذہبی پالیسی" میں بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اس نصیحت کا اردو ترجمہ یہ ہے:

"اے فرزند! ہندوستان کی سلطنت مختلف مذاہب سے بھری ہوئی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم کو اس کی بادشاہت عطا کی۔ تم پر لازم ہے کہ تم اپنی لوح دل سے تمام مذہبی تعصبات کو مٹا دو اور ہر مذہب کے طریقے کے مطابق انصاف کرو۔ تم خاص کر گائے کی قربانی کو چھوڑ دو، اس سے تم ہندوستان کے لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر سکو گے۔ پھر اس ملک کی رعایا شاہی احسانات سے دبی رہے گی۔ جو قوم حکومت کے قوانین کی اطاعت کرتی ہے اس کے مندروں اور عبادت گاہوں کو منہدم نہ کرنا۔ عدل و انصاف اس طرح کرو کہ بادشاہ رعایا سے اور رعایا بادشاہ سے خوش رہے۔ اسلام کی ترویج ظلم کی تلوار سے زیادہ احسانات کی تلوار سے ہو سکتی ہے۔ شیعوں اور سنیوں کے اختلافات کو نظر انداز کرتے رہو ورنہ اسلام میں اس سے کمزوری پیدا ہوتی رہے گی۔ مختلف عقائد رکھنے والے لوگوں کو اس طرح عناصر اربعہ کے مطابق ملنے دو جس طرح انسانی جسم کا رہتا ہے تاکہ سلطنت کا جسم اختلافات سے پاک رہے۔ تیمور کے کارناموں کا مطالعہ کرتے رہو تاکہ سلطنت کے نظم و نسق کا تجربہ حاصل ہو۔" (یکم جمادی الاول ۹۳۵ھ)

راجستھان یونیورسٹی سے جے پور کے پروفیسر [illegible] نے اس وصیت پر جو تحقیق حال میں کی ہے، لکھا ہے کہ:

"یہ وصیت یکم جمادی الاول ۹۳۵ھ (۱۱ جنوری ۱۵۲۹ء) کو لکھی ہے جب وہ اپنے پیدل حملات یا [illegible] میں [illegible] کے قریب دھول پور [illegible] راجستھان میں دیکھا جس میں اس وصیت کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا تھا کہ اصل نسخہ [illegible] میں ہے اور مطالعہ اسٹیٹ لائبریری بھوپال میں محفوظ ہے۔ [illegible] لائبریری کو خط لکھا مگر جواب نہ آیا۔ [illegible] لائبریری کا کام تبدیل ہو گیا ہے اور اب یہ [illegible] کے پاس ہے۔ [illegible] سے سرکاری لائبریری کے نام سے ہے۔ [illegible] جواب آیا کہ نہ تو اس کے پاس ہے۔ [illegible] حیدرآباد کے [illegible] کے بیٹے ہیں [illegible] فوراً جواب دیا اور اس وصیت کی فوٹو کاپی بھی بھیجی [illegible] لائبریری [illegible] ۱۹۲۱ء [illegible] ڈاکٹر ... سے ہے) مقیم تھے۔ اس کی دریافت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ اس وصیت کی شہرت تو بہت پہلے سے تھی مگر میری کوشش کے باوجود مل نہ سکی۔ میں نے [illegible] ڈاکٹر مصطفیٰ کے شعبہ حیدرآباد کے [illegible] شیر علی کا ایک خط اخبار ہندو (۱۳ جولائی ۹۳) میں دیکھا تھی جو اس زمانے میں حیدرآباد میں رہتے تھے کہ ڈائریکٹر (آرکائیوز آف پبلک انسٹرکشن) رہتے ہیں۔ ان کی نگرانی اور مکمل تلاش کا نتیجہ ہے کہ شیر علی صاحب کو دی گئی (رامپور سرسوتی محل) لائبریری کے [illegible] ہو کر حیدرآباد سے نکلے تھے شیر علی نے اس کا ترجمہ کیا ایک تحریر میں اس کا ذکر کیا۔ یہ فارسی میں ہے اور وصیت کا اس طرح ترجمہ ہے:"

"ظہیر الدین محمد بابر شاہ غازی"

پروفیسر آر۔ ایم۔ [illegible] لکھتے ہیں:

"اسی طرح بابر نے اپنے دور حکومت کے لیے اس ملک پر حکومت کرنے کی پالیسی بیان کی۔ اس سے خاص طور پر ہندو قوم کے بارے میں ہمیشہ کی اور تعصب کی بجائے امن سے رہنا، اپنے ہندو رعایا کی [illegible] کی نصیحت کی۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس کے مرنے کے بعد ان اصولوں کو قائم رکھنے کی کوشش کی گئی" ☐☐

> **جو قوم حکومت کے قوانین کی اطاعت کرتی ہے**
> **اس کے مندروں اور عبادت گاہوں کو منہدم نہ کرنا**
> **عدل وانصاف اس طرح کرنا کہ رعایا خوش رہے**

ہندی میں قرآن شریف کی پہلی تفسیر

جمعیۃ علماء ہند کی کوشش کے نتیجہ میں [illegible]

ہندی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر [illegible]

ہندی تفسیر [illegible] شائع ہو گئی ہے [illegible]

[illegible] ۲۰۰ روپے [illegible]

ملنے کا پتہ: دفتر جمعیۃ علماء ہند، مدنی ہال، ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی

PH- 3311455, 3317729

اترپردیش

سترہ کروڑ آبادی والی ہندستان کی سب سے بڑی ریاست

اترپردیش کی تقسیم اس کے مسائل کا حل نہیں ہے

مارکسی کمیونسٹ پارٹی کے رکن جناب پرکاش کرات کا انٹرویو

اترانچل کے بعد اب مزید تقسیم کی ضرورت نہیں

نارائن دت تیواری

ہم ریاست کی پانچ حصوں میں تقسیم چاہتے ہیں

عالم اسلام

اسامہ پر قاتلانہ حملہ ناکام

سگی بہنوں سے نکاح پر سزا

عراق اور کویت میں پھر کشیدگی

تین لاکھ افغان پناہ گزینوں کا مسئلہ

سلامتی کونسل میں سوڈان کی امیدواری

انڈونیشیا میں جمہوریت کو خطرہ لاحق

عالمی خبریں

نیند کی کمی سے ذہنی اور جسمانی بگاڑ

لندن۔ ایک آسٹریلیائی محقق نے کہا ہے کہ نیند کی کمی سے اسی طرح کا ذہنی اور جسمانی بگاڑ پیدا ہوتا ہے جیسا شراب پینے سے۔ انھوں نے کہا کہ جو لوگ ۱۹ گھنٹے تک جاگتے رہتے ہیں ان میں توجہ، چل پھل، جھلاہٹ اور ردعمل کی خامیاں شرابیوں کی طرح یا ان سے بدتر ہوتی ہیں۔ تحقیق کے دوران لوگوں کو کافی عرصہ تک جگا کر اور شراب پلا کر اس کے اثرات دیکھے گئے یہ دونوں یکساں تھے۔

سڈنی کے آس پاس آگ جلانے پر پابندی

سڈنی۔ آسٹریلیائی حکام نے خط جنوبی ویلز کے بیشتر حصہ سمیت سڈنی اور اطراف میں کھلے میں آگ جلانے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ واضح ہو کہ سڈنی کے جنگل میں تقریباً ۔۔۔ ہیکٹر جنگل کے پاس جھاڑیوں میں آگ لگ گئے سے مکانات کو شدید خطرے کی وجہ سے یہ پابندی لگائی گئی ہے۔

موٹے افراد میں ذیابیطس کا خطرہ زیادہ

واشنگٹن۔ امریکہ میں موٹے لوگوں کے متعلق موٹے افراد میں ذیابیطس کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ [illegible]

آپ کی ضرورت ہے

[illegible]

ایک ساتھ آٹھ بچے

[illegible]

دیش

کیا تقسیم اس کے مسائل کو حل کر سکے گی

فی الحال یوپی کی تقسیم کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی

بی جے پی کے قومی جنرل سکریٹری سنگھ پریہ گوتم کا انٹرویو

■ یمین نئی ریاستوں کی تشکیل کے اعلان کے بعد بہت سی چھوٹی ریاستوں کی مانگ اٹھنے لگی ہے۔ خاص طور سے یوپی کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کے مطالبہ کو لے کر اجیت سنگھ تحریک چلا رہے ہیں۔ اس پر آپ کا کیا ردعمل ہے؟

■ ریاستوں کی تشکیل کا دستوری طریقہ ہوتا ہے جس کے تحت بڑی ریاستوں میں سے چھوٹی ریاستیں اور کئی چھوٹی ریاستوں کو ملا کر ایک بڑی ریاست بنائی جا سکتی ہے لیکن ان کی تشکیل کے کچھ پیمانے ہوتے ہیں جس میں عوام کا مطالبہ، ریاست کی اسمبلی میں اتفاق رائے سے پاس ہونے والی تجویز، اس خاص علاقہ کے سماجی، جغرافیائی اور تہذیبی حالات جیسے پہلو شامل ہوتے ہیں۔ [illegible]

بات ہو اگر کسی شخص کو اپنا مقدمہ چلانا ہائی کورٹ میں ہی کام ہو تو کافی وقت برباد ہو جاتا ہے۔ کیا آپ کو نہیں لگتا کہ چھوٹی ریاستوں سے عوام لوگوں کو راحت ملے گی؟

■ ہاں یہ ایک گراؤنڈ ہے اور اسی بنیاد پر [illegible]

[illegible]

اترپردیش کی تقسیم کا مطالبہ صرف سیاست بازی ہے

بلرام سنگھ یادو

اترپردیش ہندوستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ [illegible]

[illegible]

معمولاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عشاء سے صبح تک

[illegible]

عشاء کے بعد جلد سونا

[illegible]

عشاء کے بعد گفتگو نہ کرنے کا معمول

[illegible]

سونے سے پہلے کے معمولات

[illegible]

اللهم قني عذابك يوم تبعث عبادك

[illegible]

الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وكفانا وآوانا فكم ممن لا كافي له ولا مؤوي

[illegible]

سونے کی کیفیت

[illegible]

بیدار ہونے کا معمول

[illegible]

تہجد کا اہتمام

[illegible]

تہجد کی رکعت

[illegible]

مسلم سے خطاب

[illegible]

مغربی بنگال میں صدارتی حکومت

کیا ممتا کی خواہش پوری ہو سکے گی؟

معروف کالم نویس اور سیاستدان جناب کلدیپ نیر ایم۔ پی کی ایک تجزیاتی تحریر

میں نے ۱۷ رستمبر کو کلکتہ پہنچ کر دورہ کیا تھا اور میں وہاں پہنچ گیا۔ میں وہ دن تھا جس دن ریاست میں دہشت گردی کو انسانے کی وجہ سے بنگال کی کمیونسٹ حکومت کے خلاف کارروائی کیے جانے کا امکان تھا حالانکہ ترنمول کانگریس کی لیڈر ممتا بنرجی نے جو چیلنج دیا تھا وہ اسے قبول کرنے والوں میں سے نہیں تھا تاہم میں انتظار میں تھا کہ کلکتہ میں اپنے پانچ دن کے قیام کے دوران مجھے وہاں سختی اور خوف کا کوئی اشارہ نہیں ملا۔

یہ بات سچ ہے کہ صرف کلکتہ ہی بنگال نہیں ہے اور اگر ریاست کے پانچ اضلاع مدنا پور ...

[illegible]

تملناڈو

برطانیہ میں ۶۶ سواسی کروڑ روپے کے ہوٹل

جے للتا کے لئے ایک نئی مصیبت

[illegible]

باقی صفحہ ۱۲ پر

فرقہ پرستوں کا اصل مقصد یونیورسٹی کے وجود و کردار کو نشانہ بنانا تھا

مسلم یونیورسٹی کا دورہ کر کے لوٹنے کے بعد جمعیۃ علماء ہند کے ایک وفد کے تاثرات

[illegible]

بقیہ: ممتا کی خواہش

[illegible]

بقیہ: جواہر القرآن

[illegible]

پونہ میں تعزیتی نشست

[illegible]

احمد آباد کا فساد فرقہ پرستوں کا منصوبہ بند پروگرام تھا

ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند کا اظہار تشویش

[illegible]

اخباری اطلاع نامہ نمبر ۲۰۰۰/۴۷

[illegible]

اعلان

[illegible]

بقیہ: معمولات نبویؐ — ص ۸ سے

کہتے ہیں تہجد کی کم سے کم دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔

آپ فرض نمازوں میں تو قرأت لمبی نہ کرتے، لیکن تہجد کی نماز میں عام طور سے قرأت لمبی فرماتے، کبھی ایک رکعت میں پوری ایک سورہ بقرہ اور کبھی اس سے بھی زیادہ تلاوت فرماتے۔ اور آہستہ آہستہ کرتے ہوئے کبھی آواز پست رکھتے اور کبھی کچھ بلند۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت بلند آواز میں فرماتے تھے یا پست آواز میں؟ تو آپ نے فرمایا کہ کبھی بلند آواز میں اور کبھی پست آواز میں۔

تہجد کے بعد

جب آپ تہجد سے فارغ ہوتے تو بستر پر تشریف لاتے اگر بیوی سے ضرورت ہوتی تو پوری فرماتے پھر سو جاتے، پھر جیسے ہی اذان سنتے بڑی تیزی سے اٹھتے۔ اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد سے فارغ ہوتے اور میں جاگی ہوئی ہوتی تو مجھ سے گفتگو فرماتے اور میں سوئی ہوتی تو مجھے بیدار فرماتے اور دو رکعت نماز پڑھ کر سو جاتے یہاں تک کہ جب مؤذن نماز کی اطلاع دینے آتا تو آپ ہلکی دو رکعت پڑھتے اور نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے۔ چونکہ آپ تہجد سے فارغ ہو کر عام طور پر لیٹ جاتے اس لیے بعض سلف کے نزدیک فجر سے پہلے اس طرح لیٹنا مسنون ہے۔

فجر کی نماز

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ہم مومن عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتیں اور جب گھر واپس ہوتیں، ایک دوسرے کو نہیں پہچان پاتیں، یعنی اندھیرا باقی رہتا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ فجر کی نماز صبح کو خوب روشن کر کے پڑھو اس لیے کہ یہ اجر کے اعتبار سے عظیم ہے۔ ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبھی فجر کی نماز اول وقت میں پڑھتے اور کبھی آخر وقت میں۔

آپ کا معمول تھا کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل اور سورہ دہر کی قرأت فرماتے اور باقی دنوں کے لیے کوئی سورت متعین نہ تھی، تاہم ساٹھ اور سو کے درمیان آیتوں کی تلاوت کا اہتمام تھا۔

خواب معلوم کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ تھی کہ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی جانب متوجہ ہو جاتے اور پوچھتے کہ کیا کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اگر کوئی صحابیؓ اثبات میں جواب دیتے تو آپ ان کا خواب سنتے اور اس کی تعبیر بتاتے، اگر خود خواب دیکھتے تو مجلس میں ذکر فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ میرے بعد نبوت باقی نہیں رہے گی مگر اچھے خواب۔ ابن رسلان بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ لیتے تو چار زانو آرام سے بیٹھ جاتے اور سبحان اللہ وبحمدہ، استغفر اللہ، ان اللہ کان توابا ستر مرتبہ پڑھتے اور فرماتے کہ یہ ستر سات سو کے برابر ہے، پھر آپ پوچھتے کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ چنانچہ راوی ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے بھی ایک بار اپنا خواب بیان کیا۔

نماز اشراق اور چاشت

جب سورج کسی قدر روشن ہو جاتا تو آپ دو رکعت نماز پڑھتے جسے "اشراق" کہا جاتا ہے اور جب سورج اس قدر اوپر آ جاتا جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے تو چار رکعت چاشت کی نماز پڑھتے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل کے متعلق استفسار کیا، جن کو آپ دن میں پڑھا کرتے تھے۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ صبح کے وقت جب آفتاب آسمان پر اتنا اوپر چڑھ جاتا ہے جتنا وہ عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے، اس وقت حضور دو رکعت (صلوٰۃ الاشراق) پڑھتے تھے اور جب مشرق کی طرف اس قدر اوپر ہو جاتا جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اس وقت چار رکعت (چاشت کی نماز) پڑھتے تھے۔ فقہاء اور اکثر اہل علم کے نزدیک نماز اشراق اور چاشت ایک ایک نمازیں نہیں، بلکہ نکلنے کا وقت نکل جانے کے بعد سے زوال تک پڑھی جانے والی تمام نفل نمازیں صلوٰۃ الضحیٰ یعنی چاشت کی نماز کہلاتی ہے، تاہم صوفیاء کے نزدیک یہ دونوں الگ الگ نمازیں ہیں، چوتھائی دن تک اشراق کا وقت رہتا ہے اور چوتھائی دن کے بعد سے زوال تک چاشت کا وقت رہتا ہے۔ اور یہی زیادہ درست ہے۔

بقیہ: منظر پس منظر — ص ۱۲ سے

ہوئی دو سطح کی دوستی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس لیے بھی کہ اب دونوں ممالک کی پاکستان دوستی امریکہ اور مغربی ملکوں میں ایسی ملکوں کی حیثیت کو تقویت پہنچا رہی ہیں، جو جمہوری نظام پاکستان کو جمہوریت بحال کرنے کی نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

بد دیانت اور کرپٹ لیڈر

حال میں جب پاکستان کے فوجی حکمراں نے امریکی صدر بل کلنٹن سے ملاقات کی تو انہوں نے اس پر زور دیا کہ پاکستان میں جلد انتخابات کرائے جائیں۔ بلکہ روز قبل دولت مشترکہ کے ملکوں کے ایک وفد نے پاکستان کا دورہ کیا تو اسی بات پر زور دیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب جنرل مشرف کو اپنی ملک سے دور اس پر سختی بھی نہیں ہے کہ امریکہ اور برطانیہ میں ملکوں میں بر سر اقتدار ہیں۔ جہاں کے ملکوں میں پاکستان کے چند اور بدعنوان لیڈروں نے ہمالیائی دولت لوٹ لی اور قوم نہ صرف ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ ان کے اس اقتدار کو ساتھ دیا۔ ان کا سب سے پہلا پاکستان کا عہدہ پاکستان کے لیے ان کا جو بھی کرنا چاہیے، لیکن ان کے برعکس یہ ملک جمہوریت کو راہ دینے کی وقت اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ کیونکہ ان کے دل میں چور ہے اور اس طرح ترقی پذیر ملکوں کو اور اندر کو کھا کر کے اپنی حیثیت کو مستحکم رکھتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ مغرب کے بعد ملک کے دو ستون کہیں، انہیں صرف اپنے مفادات سے دلچسپی ہے اور دوسرے ملکوں سے تعلقات کی بنیاد ان کے لیے صرف یہی ہے کہ کس کو کس طرح اپنا آلہ کار بنایا جا سکے۔ جائے۔ برسوں سے امریکہ ہندوستان کی طرف بالخصوص پھر دوبارہ توجہ ظاہر کر رہا ہے، اور بھی اس لیے کہ اس ملک کی وسیع اور بیش قیمت تجارتی منڈی پر اس کی نظر ہے، جس سے وہ پورا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ پاکستان کو بھی ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتا کیونکہ اس کے ساتھ امریکہ کے اہم فوجی اور اس کے اس سے مستحکم دیرینہ سیاسی اور فوجی مفادات وابستہ ہیں۔ ایسی صورت میں یہ کچھ عمل تعجب خیز نہیں ہوگی کہ امریکہ پاکستان کو نظر انداز کر کے ہندوستان کے ساتھ دوستی کی کوشش بڑھانے لگے۔

بنگلہ دیش اور پاکستان

گذشتہ دنوں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے بنگلہ دیش کی وزیر اعظم شیخ حسینہ واجد نے اپیل کی کہ جن ملکوں میں منتخب حکومت کو ختم کر کے فوجی اقتدار قائم کیا گیا ہے ان کی اقوام متحدہ کی رکنیت معطل کر دی جائے۔ انہوں نے کسی ملک کا نام نہیں لیا، لیکن ان کا اشارہ پاکستان کی طرف تھا۔ پاکستان کے فوجی حکمراں جنرل پرویز مشرف پر اس کا فوری ردعمل ہوا اور انہوں نے اس موقع پر شیخ حسینہ سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ ملک کے بعض اطلاعات کے مطابق اس سے پہلے دونوں کی ملاقات طے تھی، لیکن جنرل مشرف نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ کسی وقت کو اپنی ناپسندیدگی کے مطابق اس طرح استعمال کرنا ایک غلط طریقہ ہے، کیونکہ جمہوریت کی حمایت کی بات ہے۔ جہاں تک شیخ حسینہ کا تعلق ہے، ان کو یہ یاد رہنا چاہیے کہ ان کے والد شیخ مجیب الرحمان نے بنگلہ دیش کے قیام کے بعد پارلیمانی طرز حکومت کو ختم کر کے صدارتی نظام قائم کیا تھا اور وزیر اعظم کے اختیارات سنبھال لیے تھے۔ ان کے خلاف فوج نے بغاوت کی، جس میں انہیں جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اقوام متحدہ میں رکنیت حاصل کرنے کے لیے جمہوری حکومت ہونا شرط نہیں ہے۔ ۱۸۹ ملکوں کے اس عالمی ادارہ میں بہت سے غیر جمہوری اور فوجی حکومتیں شامل ہیں۔ ایسا کوئی سب سے زیادہ آبادی والا ملک چین بھی ان میں سے ہے جمہوری نہیں، جو مغربی ملکوں میں لیے جاتے ہیں۔ □□

بقیہ: دلیش مکھ حکومت کا تحفہ — ص ۱ سے

صحت سے متعلق بیانات ظاہر کئے گئے، وہ کیا ایک ایسا مجرم جس کی گردن پر بیس قتلوں کے کیسوں کا خون ہے اور جو سیکڑوں معاملات میں مستقل پولیس کو مطلوب ہے جب اس پر اس کے ایک مخالف گروپ کی طرف سے حملہ ہو جاتا ہے تو ہمارے وزیر داخلہ تک کی رگ حمیت ان کے بچاؤ کے لیے پھڑک اٹھتی ہے اور جانے اس کے کہ ریاست کی پولیس اور حکومت سے اس خطرناک ڈان ماقبل کو حاصل کرنے کی کوشش و گفتگو کی جائے ہماری وزارت داخلہ اس حملہ میں چھوٹا شکیل گروپ کی شکل میں آئی ایس آئی کا ہاتھ تلاش کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حکومت خود بھی ان مجرموں کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، پھر خود ہی اس طرح کے قانون لا کر عوام کو خوف زدہ اور اس میں مبتلا کرنے کی ضرورت کیا ہے؟

ہمارے خیال میں مہاراشٹر کی حکومت کو تامل ناڈو کی حکومت کی اس حقیقت میں پیش روی سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ تامل ناڈو کی کرونا ندھی حکومت نے ٹاڈا کی شکل میں اسمبلی سے انسداد دہشت گردی آرڈیننس کے تحت ایک بل پاس کرایا تھا جس کے خلاف عوامی احتجاج اور بعض سیاسی وجوہات کی وجہ سے اسے واپس لینے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔ آندھرا پردیش میں بھی اسی طرح کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ مگر مہاراشٹر اس سے بھی خاموش ہے خود وزیر داخلہ منوہر لال دیشمکھ نے مختلف سیاستوں کو مرکزی ٹاڈا کے بعد اسی طرح کا مسودہ وضع کیا تھا لیکن اسے اپنی مقامی سیاسی وجوہات کی وجہ سے ابھی تک کسی نے بھی قبول نہیں کیا ہے۔ تو پھر مہاراشٹر کی یہ ہم جہد سیکولر، جمہوری حکومت ہے جو اس سمت قدم اٹھانے کے لیے پر تول رہی ہے۔

ہم دہشت گردی کے حامی نہیں اور نہ ان مجرموں کے حکومت انہیں بلا تشہیر بھی ختم کرے ہم اس کے ساتھ ہیں مگر ان کی آڑ میں بے قصور لوگوں کو نشانہ بنانے کی ہر کوشش کو جو قدم اٹھایا جائے اس کی ہم ہر حالت میں مخالفت کریں گے۔ مرحوم ٹاڈا کے چار سالہ جبر و استبداد کے دور میں بچے کھچے لوگوں میں صرف چار فیصد لوگوں کو مجرم ثابت کیا جا سکا تھا جبکہ بقیہ لوگ بے قصور تھے اور بے چارے برسوں تک بے گناہوں کی سزا میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند ہوئے سڑتے رہے ہیں اس لیے یہ ضروری ہے کہ اگر کوئی حکومت اپنی کسی بھی وجہ سے اس طرح کا کوئی قانون بنانے کی کوشش کرتی ہے تو اس کی بھرپور مخالفت کی جانی چاہیے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اب ٹاڈا جیسا کالا قانون دوبارہ کسی صورت میں آپ سرکار ایسی کوئی حکومت دوبارہ پیدا نہ کر سکے اور لوگوں کو بغیر کوئی وجہ بتائے جیل کی کال کوٹھریوں میں بے مہار کرے۔

بقیہ: جانشین سوال — ص ۴ سے

سماج وادی پارٹی نے بھی اپنا بہتر مظاہرہ کیا تھا اور ۱۹۹۸ء کے مقابلے زیادہ سیٹیں جیتیں پھر کانگریس اپنے بارے میں کیا دعویٰ کیسے کر سکتی ہے کہ مسلمانوں کا رجحان تو اب بھی کانگریس کی طرف نہیں ہے؟

■ میں ایسا نہیں مانتا کہ مسلمان کانگریس سے کٹ چکے ہیں۔ کانگریس نے گذشتہ مرتبہ لوک سبھا میں جو رزلٹ حاصل کیے تھے ان میں اقلیتوں کا زبردست تعاون رہا ہے۔ سماج وادی پارٹی اور بی ایس پی کو بھی ووٹ ملا ہے لیکن اس کو بھی ایک عارضی ہی ملا ہے۔ اقلیتوں نے جس مجبوری سے بی جے پی کو شکست دینے کے لیے ووٹ دیا اب تو مجھے یقین ہے کہ آنے والے اسمبلی انتخابات میں اقلیتیں کے ووٹ کانگریس کو ملنے جارہے ہیں۔ اقلیتوں نے سماج وادی پارٹی کی اصلیت دیکھ لی ہے۔ اس لیے اب کانگریس کی آہستہ آہستہ واپسی ہو رہی ہے۔ اقلیتوں کو لگنے لگا ہے کہ ملک کو صحیح قیادت صرف سونیا گاندھی دے سکتی ہیں۔

■ یہ آپ کس بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ سماج وادی پارٹی کے اوپر سے اقلیتوں کا اعتماد اٹھتا جا رہا ہے؟

■ جس طرح سے نام سنگھ یادو نے مرکز میں بی جے پی حکومت کے زوال کے بعد کانگریس حکومت نہیں بننے دی ان کی وجہ سے اقلیتیں ملائم سنگھ یادو سے خوش نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ ان کو یہ بھی پتہ ہے کہ یوپی اسمبلی میں جب مذہبی مقامات بل پاس ہو رہا تھا تو سماج وادی پارٹی کے ارکان واک آؤٹ کر گئے تھے۔ اس وجہ سے یہ بل پاس ہو گیا۔

■ آپ کو اس طرح سے یہ نہیں لگتا کہ انتخابات کے وقت صدر کا اعلان کیا گیا ہے اس پر بھی لیڈروں کو اعتراض ہے اور جتنی بھی ہوئے ہیں؟

■ کسی کو اعتراض نہیں ہے جو اعتراض اخبارات میں دکھائی دیتا ہے وہ آپ لوگوں کی چالاکی کا نتیجہ ہے۔

■ لیکن یہ لوگوں کا کہنا ہے کہ تیواری کانگریس کے لوگوں کو کانگریس میں ترجیح دی جا رہی ہے۔ آپ بھی تو تیواری کانگریس سے وابستہ رہے ہیں؟

■ تیواری کانگریس تو ماضی کی بات ہے۔ ایک ادارہ کے رد عمل کے طور پر اس کا جنم ہوا تھا۔

■ کس ادارہ کے رد عمل کے طور پر؟

■ ہم ایسے ادارہ میں بابری مسجد کے گرائے جانے، اس کی وجہ سے کانگریس میں جھگڑا ہو گیا تھا لیکن اب تو سبھی لوگ سونیا گاندھی کی قیادت میں کام کر رہے ہیں۔

■ کیا آپ کو لگتا ہے کہ اس وقت کانگریس حکومت کو مسجد گرانے سے بچانے کے لیے جو کرنا چاہیے تھا وہ اس نے نہیں کیا؟

■ عوام کے دل میں یہ بات گھر کر گئی تھی کہ جس طاقت کے ساتھ بابری مسجد کو بچایا جانا چاہیے تھا وہ نہیں کیا گیا۔

■ ریاستی صدر کی حیثیت سے آپ کا پہلا پروگرام کیا ہوگا؟

■ کانگریس کا عزم ہے کہ ریاست کی بی جے پی حکومت کی پالیسیوں کے خلاف مظاہرے کیے جائیں تاکہ عوام کو ان کے بارے میں معلوم ہو سکے۔ □□

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
Posting Date - 2/3 October 2000
6-12 OCT 2000
R. N. I. NO. - 35065/82
Postal Registration No. - DL - 11068/2000

منظر پس منظر

منصور علی خاں کا روزنامہ

پاکستان اور امریکا

ناکام جمہوریت

بددیانت اور کرپٹ لیڈر۔ بنگلہ دیش اور پاکستان

پاکستان اور امریکہ

ناکام جمہوریت

اگر ہندو دہشت گرد تنظیموں کے رتھ کو نہ روکا گیا تو ہندوستان کا امن کردار تباہ ہو جائیگا

تبلیغی جماعت اور دوسری مسلم تنظیموں کے خلاف جارحانہ پروپگنڈہ ناقابل برداشت ہے

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہٗ کا انتباہ

جمعیۃ علماء ہند نے آر ایس ایس اور بی جے پی کی سرپرستی میں سرگرم عمل دہشت گرد تنظیموں کے اس مطالبے کی مذمت کی ہے کہ تبلیغی جماعت سمیت دیگر مسلم تنظیموں پر پابندی لگائی جائے۔ جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر، امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی …

باقی صفحہ ۱۲ پر

خریداروں سے ضروری گزارش

جن خریداروں کی طرف زرِ سالانہ باقی ہے، ان کو بار بار یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ اب جبکہ اخبار آپ کو مسلسل بھیجا جا رہا ہے جن خریداروں پر رقم باقی ہے وہ

۳۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء

تک زرِ سالانہ روانہ کر دیں ورنہ مجبوراً ان کا اخبار بند کر دیا جائے گا

منیجر

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی

چیئرمین: مولانا سید اسعد مدنی

مدیر: محمد عثمان منصورپوری

کتابت

مطبوعات: مدنی

الجمعیۃ بلڈنگ، نئی دہلی

فون: ۳۲۳۱۰۷۷۳